OPEN ACCESS
SUJRIS
﴿ Swat University Journal of Religious & Islamic Studies ﴾
ISSN: 2959-5509
www.sujris.uswat.edu.pk

SUJRIS
Vol.:3, Issue: 2, Jul - Dec 2025 PP: 28-41

ابن الہیثمؒ اور مولانا مودودیؒ: سائنسی و فکری تحقیق کی ہم آہنگی کا تجزیہ

Ibn al-Haytham and Maulana Maududi: An Analysis of the Harmony between Scientific and Intellectual Research

Dr. Inayat ur Rahman
Alumni, Department of Islamic Thought and Civilization University of Management and Technology, Lahore
inayatbary@gmail.com

Gulam Mustafa
Lecturer Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology MUST AJK

Abstract

Every era possesses its own scientific and civilizational context, shaped by prevailing ideas and philosophies that emerge from epistemology, ontology, and worldview, collectively referred to as the Islamic philosophical framework. This framework offers researchers a principled methodology for reasoning, experimentation, and analysis in accordance with Islamic principles, ultimately forming the basis of a complete way of life. This paper examines the intellectual convergence between two prominent figures: Ibn al-Haytham, the pioneer of the scientific method, and Maulana Maududi, a leading Islamic thinker and reformer. Although their domains differed, natural sciences for Ibn al-Haytham and socio-political reform for Maulana Maududi, both grounded their work in the same Islamic philosophical framework. Through comparative analysis, this study highlights how Ibn al-Haytham integrated Islamic worldview, epistemology, and ontology into experimental science, while Maulana Maududi applied them to Islamic statecraft and societal transformation. The findings demonstrate that when Islamic research principles are correctly employed, they yield sustainable and impactful outcomes across diverse fields. The paper concludes that incorporating this framework into educational curricula can promote both intellectual growth and societal reform in Muslim communities, while fostering productive collaboration between Islamic thought and scientific inquiry.

Keywords: *Ibn al-Haytham, Maulana Maududi, Islamic philosophical framework, worldview, epistemology, ontology, scientific method, Islamic state, comparative analysis, Islamic research methodology.*

CC BY

تعارف:

ہر دور کا اپنا ایک سائنسی اور تمدنی زمانہ ہوتا ہے جو اس وقت کے نظریات اور افکار سے تشکیل پاتا ہے۔ یہ نظریات اور افکار علمیات، وجودیات، اور ان کے منظّم طریقہ کار پر مبنی ہوتے ہیں۔ مفکرین نے ان تصورات کو واضح کرنے کے لیے اصطلاحات جیسے تصورِ کائنات (Worldview) ، علمیات (Epistemology) ، اور وجودیات (Ontology) استعمال کی ہیں، جنہیں مجموعی طور پر "اسلامی فلسفیانہ فریم ورک بھی کہا جاتا ہے۔ یہ فریم ورک نہ صرف محققین کو تحقیق کے دوران اسلامی اصولوں کے مطابق استدلال، تجربات، اور تجزیے کا منظّم اور اصولی طریقہ فراہم کرتا ہے بلکہ اس کی بنیاد پر ایک مکمل نظامِ زندگی بھی تشکیل پاتا ہے۔

یہ مقالہ خاص طور پر دو اہم شخصیات، ابن الہیثمؒ اور مولانا مودودیؒ، کے علمی ہم آہنگی کا جائزہ لیتا ہے۔ ابن الہیثمؒ، جو سائنسی طریقہ کار کے بانی ہیں، اور مولانا مودودیؒ، جو ایک مشہور اسلامی مفکر اور مصلح تھے، دونوں نے اپنی تحقیق اور فکر کی بنیاد اسی اسلامی فلسفیانہ فریم ورک پر رکھی۔ یہ فریم ورک اسلامی تصورِ کائنات، علمیات، اور وجودیات کا مجموعہ ہے، جو فلسفہ، علم کے حصول، اور وجود کے مفاہیم کو اسلامی روایات کے مطابق تشکیل دیتا ہے۔

ابن الہیثمؒ نے اس فریم ورک کو سائنسی ایجادات میں استعمال کیا، خاص طور پر فطری مظاہر کو سمجھنے کے لیے استدلال اور تجربات کے ذریعے۔ اس کے برعکس، مولانا مودودیؒ نے انہی اصولوں کو سماجی و سیاسی اصلاحات میں اپنایا تاکہ قرآن کی تعلیمات کے مطابق ایک مکمل اسلامی نظام قائم کیا جا سکے۔

تحقیقی منہج کے تحت دونوں شخصیات کی تحریروں اور سائنسی تحقیقات کا تجزیہ کیا گیا ہے، نیز اسلامی فلسفہ تحقیق کے بنیادی اصولوں کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔ اگرچہ سابقہ کاموں میں اسلامی فلسفہ اور تحقیق کے مابین تعلقات کو مختلف زاویوں سے بیان کیا گیا ہے، لیکن ابن الہیثمؒ اور مولانا مودودیؒ کی ہم آہنگی پر تفصیلی اور گہرا تجزیہ کم دستیاب ہے۔

یہ تقابلی تجزیہ اسلامی فلسفیانہ فریم ورک کی ہمہ جہت اہمیت کو اجاگر کرتا ہے، جو مختلف علمی اور عملی میدانوں میں گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔ مستقبل میں اس فریم ورک کو تعلیمی نصاب میں شامل کرنے سے مسلم معاشروں میں علمی ترقی اور سماجی اصلاحات کی راہ ہموار ہو گی۔ اس کے علاوہ، اسلامی تحقیق اور سائنسی علوم کے مابین تعاون سے تحقیق کے نئے معیارات قائم ہو سکیں گے، اور ہر دور کا سائنسی، تمدنی، اور ٹیکنالوجی کا زمانہ انسان کی فلاح و بہبود کے لیے سازگار ثابت ہو گا۔

ابو علی الحسن بن الہیثمؒ (965-1039)

ابن الہیثم ایک ممتاز مسلمان سائنسدان اور ماہر طبیعات تھے۔ ان کی سائنسی تحقیقات میں اسلامی فلسفہ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس فلسفہ کو استعمال کرتے ہوئے ان کی نہ صرف ذاتی فکر و عقیدہ درست رہا بلکہ کامیاب اور مبنی بر حقیقت نتائج بھی برآمد کئے۔ انہوں نے نظریاتِ روشنی اور بصریات کے ساتھ ساتھ سائنسی طریقہ کار کو بھی تحقیق میں شامل کر دیا۔

ان کی مشہور کتاب "کتاب المناظر" میں روشنی کی شعاعوں، عدسوں، اور انعکاس و انکسار کی تفصیلات موجود ہیں جس میں انہوں نے سائنسی تجربہ کرنے کے اصول اور تحقیق کے منظّم طریقے کو بھی بیان کیا۔ ہے۔ ابن الہیثم کو "سائنسی تحقیق کے بانی" کے طور پر بھی یاد کیا جاتا ہے۔

مولاناسید ابوالاعلیٰ مودودیؒ(1903-1979)

اسی طرح سیدابوالاعلیٰ مودودیؒ ایک مشہور مسلمان مفکر، مصلح، اور ایک دینی تحریک کے بانی تھے۔انہوں نے بھی ابن الہیثم کی طرح اسلامی فلسفہ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ان میں قدر مشترک بات یہ ہے کہ ان دونوں نے ایک ہی زاویہ نظر سے الگ الگ اور مختلف میدانوں میں مثبت تحقیق کی۔

اسلامی ریاست، شریعت کے نفاذ اور اسلامی معاشرتی نظام پر جامع نظریات پیش کیے۔ مولانا مودودی نے دین اور سیاست کی ہم آہنگی کو اجاگر کرتے ہوئے اسلام کو ایک مکمل ضابطۂ حیات کے طور پر پیش کیا۔ ان کی تحریریں اور تقاریر بیسویں صدی کے اسلامی احیاء میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ انہوں نے اسلامی فلسفہ کے منہج تحقیق یعنی تصور کائنات،علمیات اور وجودیات کے تحت قرآن وسنت کے فہم کو جدید دور کے مسائل سے ہم آہنگ کرنے کی کامیاب کوشش کی، جس کے نتیجے میں اسلامی دنیامیں حرکی تحریک یعنی فکری تحریک پیدا ہوئی۔

مفروضہ

اسلامی فلسفہ کے طریقہ تحقیق میں کس طرح ابو علی الحسن بن الہیثمؒ نے اپنی سائنسی تحقیق اور مولانا سیدابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اسلامی فکر میں اس فریم ورک کواستعمال کر کے نتیجہ خیز اصول فراہم کئے۔خاص کر اس ضمن میں کہ دونوں کا میدانِ تحقیق الگ الگ ہیں پھر ان کی فکر یکسوئی کے ساتھ ایک جیسے نتیجہ پر منتج ہوئی۔ محقق کی کوشش ہو گی کہ اس مفروضہ کو سچ ثابت کیاجائے۔تاکہ اسلامی فلسفہ کی تطبیق اور تحقیق کے بہتر نتائج کو نمایاں کیاجائے۔جس سے مشترکہ فریم ورک اوردائرے کے اثرات کو دیکھاجائے۔اس کے لئے درجہ ذیل مقاصد متعین کئے گئے۔

اسلامی فکر و تصورات اور سائنسی تحقیق کے درمیان ہم آہنگی اور تعامل کو واضح کرنا۔

اسلامی فلسفہ کے اصولوں کو اور تمدنی وسائنسی تحقیق میں ان کی عملی تطبیق کو بیان کرنا۔

ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے درج ذیل سوالات کے جوابات تلاش کیے جائیں گے۔تاکہ اس مفروضہ کو منظّم اور مربوط بنایاجاسکے۔

ابو علی الحسن بن الہیثمؒ کی سائنسی تحقیق میں فلسفہ اسلامی کس طرح شامل ہوئے اور ان کا عملی اطلاق کیا تھا؟جس کی بنیاد پر ان کی اپنی فکر بھی سلامت رہی اور ایک علمی دنیا کو بھی کھڑا کر دیا۔

مولانا سیدابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تحریک میں اسلامی تحقیق کے کون سے اصول عملی طور پر استعمال ہوئے؟ انہوں نے اسلامی ریاست کے تصور کو واضح کیا۔اسی طرح ان کی تحریک میں بھی فلسفہ اسلامی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ جبکہ اس کی تحریرات، مستقبل بنی کی پیشنگوئیاں اور عروج وزوال کے اصول وغیرہ بھی اس سے وضع ہوئے ہیں۔البتہ یہ سوال اپنی جگہ باقی رہے گا کہ سیدابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تحریک اور ابو علی الحسن بن الہیثمؒ کی سائنسی تحقیق کو یعنی دونوں کوکیسے اسلامی معاشرے/تعلیمی اداروں اور دینی مدارس میں یکجا استعمال کیاجائے۔ جبکہ اس موضوع کو درج ذیل تحقیق کے طریقوں سے نتیجہ خیز بنایا جائے گا۔

منہج تحقیق

ابو علی الحسن بن الہیثمؒ کی سائنسی تحقیقات اور مولانا سیدابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تحریروں کا تجزیہ کر کے ان کے اسلامی

فلسفہ کے اصولوں کا مطالعہ کیا جائے گا۔

اسلامی فکر کے تمدنی و عمرانی اور سائنسی تحقیق کے مابین ربط اور تعامل کا تقابلی جائزہ لیا جائے گا۔

اس کے ساتھ ساتھ ہی دونوں مسلم علمائے کرام کی اصولوں کا بھی تجزیہ کیا جائے گا۔

محقق کے درجہ بالا ڈھانچے سے جس میں مفروضہ، سوالات ومقاصد اور منہج تحقیق شامل ہیں، سے ایک بہتر نتیجہ پہ پہنچنے کی کوشش کی جائیگی۔ جبکہ یہ بحث بذاتِ خود فلسفہ تحقیق سے بھی گہرا تعلق رکھتا ہے۔ فلسفہ، تحقیق کے آغاز سے انجام تک محقق کی رہنمائی کرتا ہے کہ وہ کس زاویے سے حقیقت کو دیکھے، کس طرح سے علم حاصل کرے، اور اپنے طرزِ عمل میں کن اخلاقی اصولوں کو مدنظر رکھے۔ فلسفہ تحقیق دراصل تحقیق کی روح اور نظریاتی ڈھانچہ فراہم کرتا ہے۔ یہ محض نظری گفتگو نہیں بلکہ عملی تحقیق کے لیے ایک فکری فریم ورک مہیا کرتا ہے۔

اصطلاحات کی تعریف

اسلامی فکر و فلسفہ میں تصور کائنات، علمیات اور وجودیات کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ ان کی شناخت اور درست استعمال سے مبنی بر حقیقت نتائج مرتب ہوتے ہیں۔ اس سے سوچنے اور نتائج اخذ کرنے کا ایک واضح اور منظّم طریقہ میسر آتا ہے۔ کسی بھی نظریہ کو پرکھنے سے پہلے اس کی بنیادوں کو دیکھا جاتا ہے جو تصور کائنات، علمیات اور وجودیات پہ کھڑی ہوتی ہے۔ ذیل میں اس کی مختصر وضاحت کی جاتی ہے۔

تصور کائنات (Tasawwur) ایک جامع نظریہ ہے جو کائنات، انسان اور خدا کے درمیان تعلقات کی وضاحت کرتا ہے[1]۔ اسلامی تصور کائنات کا مطلب ہے کہ کس طرح ایک مسلمان دنیا اور اس میں موجود تمام اشیاء کو دیکھتا ہے؟ یہ تصور توحید، نبوت، آخرت، اور اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ اسلامی تصور میں دنیا اور آخرت دونوں اہم ہیں اور زندگی کو آخرت کے لئے امتحان کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔

علمیات (Epistemology) یا نظریۂ علم جو علم کی نوعیت، اس کے ذرائع، اور اس کے حدود کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہے۔۔ علمیات میں یہ بحث کی جاتی ہے کہ علم کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ اس کا ذریعہ وماخذ کیا ہے؟ اور کیا یہ علم یقیناً قابل اعتماد ہے؟ اسلامی علمیات میں وحی، عقل، اور حواس کو علم کے بنیادی ذرائع سمجھا جاتا ہے[2]۔ مسلمان مفکرین نے علم کی بنیاد، ذرائع اور حدود پر بحث کی ہے، جس میں وحی، عقل، اور تجربہ شامل ہیں۔

وجودیات (Ontology) کسی بھی شے کی وجود اور حقیقت کی نوعیت پر غور کرتی ہے۔ وجودیات میں یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ حقیقت کیا ہے، کون سی چیزیں وجود رکھتی ہیں، اور ان کے وجود کی نوعیت کیا ہے۔ وجودیات کے ارتقاء میں اسلامی فلسفہ نے خدا کی وحدانیت اور مخلوقات کے وجود کے بارے میں گہری تحقیق کی ہے[3]، جس سے اسلامی فکر میں وجود کی فطرت کو سمجھنے میں اہم پیشرفت ہوئی ہے[4]۔ اسلامی وجودیات اللہ کی وحدانیت اور اس کی صفات کو بنیاد بناتی ہے اور یہ سمجھتی ہے کہ تمام موجودات کا وجود اللہ کے وجود سے وابستہ ہے۔

تحقیق کی درست سمت طے اور نتیجہ نکالنے کے لئے اس ڈھانچے کو استعمال کیا جاتا ہے۔ تحقیق کو معیاری (High-Quality) بناتی ہیں۔ تحقیق میں شفافیت پیدا کرتی ہیں۔ تحقیق کو قابلِ اعتماد اور مدلل بناتی ہیں[5]۔

تصور کائنات، علمیات اور وجودیات پر درست انداز سے سوچنے کا آغاز پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دور سے ہوا[6]۔ اور یہی مصدر، حقیقی ہے[7]۔ اسلام سے قبل جاہلی معاشرے میں تصورِ کائنات، علمیات اور وجودیات جیسے بنیادی فکری تصورات خالصتاً غیر منظم، خرافاتی اور مشرکانہ رنگ لیے ہوئے تھے۔ کائنات کے بارے میں لوگوں کا اعتقاد یہ تھا کہ مختلف مظاہرِ فطرت، مثلاً سورج، چاند، ستارے اور قدرتی قوتیں خود مختار ہستیاں ہیں اور ان کے پیچھے دیوی دیوتاؤں کا کوئی عمل دخل ہے[8]۔ مکی قرآنی تعلیمات نے اس گمراہ تصور کی سختی سے نفی کی اور اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک خالق، مدبر اور ناظم کائنات کے طور پر پیش کیا، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

"اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ"۔[9]

اسی طرح علمیات کے باب میں جاہلی معاشرے میں علم کا منبع موروثی اور قبائلی روایات اور شاعری کو سمجھا جاتا تھا، جس میں وحی، عقل اور استدلال کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ قرآن نے وحی کو علم کا سب سے مستند ذریعہ قرار دیا اور عقل و فہم پر بار بار زور دیا۔ اس حوالے سے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ"[10]،

اور یہ بھی فرمایا:

"أَفَلَا تَعْقِلُونَ"۔[11]

یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کو "تعلیم کتاب و حکمت" کے ساتھ جوڑا گیا ہے۔[12] وجودیات کے تصور میں بھی گہرے انقلابی فرق دیکھے جا سکتے ہیں۔ جاہلی انسان اپنے وجود کو صرف دنیاوی مفادات، نسب، قبیلہ، اور مال و دولت سے تعبیر کرتا تھا۔ آخرت، جزا و سزا، اور روح کے بقاء کا کوئی پختہ یقین نہ تھا، جیسا کہ قرآن نقل کرتا ہے:

"مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ"۔[13]

مکی قرآن نے اس نقطہ نظر کی نفی کرتے ہوئے انسان کو ایک مکرم مخلوق، اللہ کا خلیفہ اور با مقصد ہستی قرار دیا:

"وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ"[14]، "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ"۔[15]

یوں قرآن نے نہ صرف جاہلی معاشرے کے بنیادی فکری ڈھانچے کو چیلنج کیا[16] بلکہ ان پر ایک نیا تصورِ کائنات، منبع علم، اور تشخصِ انسانی متعارف کروایا، جو بعد ازاں فکری و سائنسی بنیادوں کا سنگِ میل بنا۔

اسی فکر کو مسلم مفکرین نے آگے بڑھایا اور امت کو درست منہج فراہم کیا۔ آٹھویں اور نویں صدی میں اسلامی فکر و فلسفہ میں علمیات پر کافی کام ہوا۔ ابن سینا[17] اور ابن رشد[18] نے اس پر تفصیل سے لکھا۔[19]۔ ابن سیناؒ[20] نے الشفا اور امام غزالیؒ نے اپنی کتاب "المستظرفات"[21] میں اور ان کے علاوہ بھی مفکرین نے اسلامی فلسفہ کے منہج تحقیق پر اپنی آرا پیش کیں[22]۔ یہ سلسلہ ابن الہیثمؒ تا مولانا سید مودودیؒ اور علامہ اقبال تک پہنچا۔[23]۔ اس فلسفہ تحقیق کو درست طور پر سمجھنے اور اس کا صحیح طریقہ کار اختیار کرنے کے لیے ان تین فلسفیانہ بنیادوں کا علم ضروری ہے۔ ورنہ معمولی غفلت اور اس کے غلط استعمال سے سلف کے راستے سے ہٹ جانے کا خطرہ لازمی موجود ہوتا ہے۔ تاریخ سے اس کی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ قریب زمانے میں سر سید احمد خان نے

اسلامی فکر اور سائنسی تحقیق کے درمیان تعلق پر زور دیا اور قرآن کی تفہیم کو سائنسی روشنی میں پیش کیا[24]۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے وحی اور معجزات کو سائنسی تناظر میں سمجھ کر اسلامی عقائد کی روح کو کمزور کر دیا۔ بر صغیر پاک وہند کے بعد مصری مفکر نصر حامد ابو زید نے بھی اسلامی علمیات کو جدید سائنسی تحقیق کے تناظر میں پیش کیا، خاص طور پر قرآن کی تشریح کو تاریخی اور ثقافتی تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی، جس کا یہ نتیجہ مرتب ہوا کہ یہ قرآن کے آفاقی پیغام کو محدود کرتا ہے[25]۔ اسی طرح ہندوستان کے مولانا وحیدالدین خان نے اسلامی تصور کائنات اور علمیات کو جدید سائنسی تحقیقات کے تناظر میں پیش کیا اور اسلامی دعوت کے میدان میں سائنس کی اہمیت پر زور دیا[26]۔ انہوں نے بھی توازن برقرار نہ رکھ سکنے کی وجہ سے سائنسی نظریات کو اسلامی اصولوں کے ساتھ جوڑتے ہوئے بعض اسلامی تعلیمات سے دوری اختیار کی۔ ان مفکرین نے اس فریم ورک کا درست استعمال نہیں کیا یا استعمال ہی نہیں کیا۔ اسی طرح اور بے شمار مصنفین اور معاشرے کے اہم لوگ گزرے ہیں جنہوں نے اس کو مد نظر نہیں رکھا، جس کے نتیجے میں ان کی تفسیر، حدیث کی خدمت، فقہی آرا اور سماجی مسائل میں فکری توازن برقرار نہ رکھ سکے جس کی وجہ سے ان کی اکثر عبارتیں ان کے اصولوں سے ٹکراتے ہیں۔ یہ مشکل ان کو خاص کر ان مواقع پر پیش آتے ہیں جو تاریخ کے مشکل مباحث میں شمار ہیں۔

مختصر یہ کہ ان مفکرین نے اسلامی تعلیمات کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی، لیکن اس میں بعض کمزوریاں اور تنقیدیں بھی سامنے آئیں۔ اس فلسفہ کو جن مسلم مفکرین اور سائنسدانوں نے درست استعمال کیا ہے، ان کے کام اور تحقیق کے نتائج بھی درست نکل آئے ہیں، ان میں ابو علی الحسن بن الہیثمؒ اور مودودیؒ قابل ذکر ہیں۔

ابو علی الحسن بن الہیثمؒ (965-1040) ایک مشہور مسلمان عرب ماہر طبیعیات، ریاضی دان، اور فلسفی تھے جنہیں " Optics "پر کتاب " المناظر " مشہور ہے[27]۔ ان کے کام نے نظریات کے میدان میں انقلابی تبدیلیاں کیں اور سائنسی تحقیق میں اہم کردار ادا کیا۔ مولانا ابوالاعلیٰ مودودیؒ (1903-1979) ایک معروف مسلمان مفکر، دانشور، اور تحریک اسلامی کے رہنما تھے۔ انہوں نے اسلامی ریاست کے تصور کو واضح کیا اور اسلامی احکام کو جدید دور کے مسائل کے تناظر میں پیش کیا۔[28]، [29] جہاں ایک طرف ابو علی الحسن بن الہیثمؒ نے اسلامی تصور اور سائنسی تحقیق کے درمیان پل کا کردار ادا کیا، وہیں سید مودودیؒ نے اسلامی فلسفے کو جدید دور کے مسائل کے ساتھ جوڑنے کی بھرپور کوشش کی۔

ابو علی الحسن بن الہیثمؒ

ابو علی الحسن بن الہیثمؒ جو بنیادی طور پر سائنس دان تھے۔ اسلام چونکہ زندگی کے ہر مرحلے میں راہنمائی کرتا ہے اور اس کا دائرہ ہدایت بہت وسیع ہے۔ اسی فکر کو ابو علی الحسن بن الہیثمؒ نے اپنے سائنسی ایجادات، مطالعات اور تحقیقات میں استعمال کیا تاکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کی جائے۔ انہوں نے اپنی تحقیقات اور نظریات میں اسلامی تصور، علمیات، اور وجودیات کے ڈھانچے کو مختلف زاویوں سے استعمال کیا۔ ان کی مشہور زمانہ کتاب " المناظر " میں بصری ادراک اور اس کے تجرباتی اصولوں کو تصور کائنات، علمیات، اور وجودیات کے پیش نظر بیان کیا۔ یہاں دو مثالیں پیش کی جارہی ہے جو اسلامی تصور، علمیات، اور وجودیات کے تناظر میں دی جاتی ہیں:

سیدھی لکیروں میں روشنی کا سفر:

ابن الہیثمؒ نے اپنی کتاب المناظر میں بصری ادراک اور اس کے تجرباتی اصولوں پر روشنی ڈالی اور یہ ثابت کیا کہ یہ بصری تجربات میں علم و تحقیق کی بنیاد ہیں اور ان کو علم کے بنیادی ذرائع کے طور پر پیش کیا[30]۔ انہوں نے نے ثابت کیا کہ روشنی ہمیشہ سیدھی لکیروں میں سفر کرتی ہے۔اس کو ثابت کرنے کے لیے انہوں نے ایک تاریک کمرے میں چھوٹے سوراخ سے روشنی کو گزرنے دیا اور دیکھا کہ روشنی سیدھی لکیروں میں سفر کرتی ہے اور اس کا عکس مخالف دیوار پر الٹا دکھائی دیتا ہے۔ اس تجربے سے انہوں نے روشنی کے سیدھا سفر کرنے کی حقیقت کو بیان کیا۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ کائنات میں نظم اور ترتیب موجود ہے، اور علم حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ انہوں نے روشنی کے سیدھا سفر کرنے کا تجربہ کر کے یہ ثابت کیا کہ فطرت کے اصول اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں اور ان کو سمجھنا عین دینی فریضہ ہے۔ابو علی الحسن بن الہیثمؒ کے مطابق، وجود کی حقیقت کا ادراک بصری تجربے سے ممکن ہے، کیونکہ انسان کی آنکھیں (وجود) اللہ کی تخلیق ہیں اور وہ فطرت کی حقیقت کو سمجھنے کا ذریعہ ہیں۔[31]

بینائی کے عمل میں اسلامی فکر کی تطبیق

ابو علی الحسن بن الہیثمؒ نے بیان کیا کہ علم کا حصول ایک مقدس عمل ہے اور بصری ادراک کے ذریعے ہم اللہ کی تخلیق کی حقیقتوں کو سمجھ سکتے ہیں۔انہوں نے تجربات کے ذریعے یہ ثابت کیا کہ علم کا اصل ماخذ اللہ کی تخلیق کا مشاہدہ ہے۔ جو وحی سے ممکن ہے۔ وجودیات کے ضمن میں انہوں نے بیان کیا کہ آنکھ کی فعالیت اور بصری ادراک کا عمل اللہ کی تخلیق کی حقیقتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے، اور یہ کہ وجود کی حقیقت کو جاننے کے لیے مشاہدہ اور تجربہ بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔[32]

ا بن الہیثمؒ نے بصری ادراک، روشنی کی خصوصیات، اور تجرباتی طریقہ کار پر تفصیل سے بحث کی ہے، جو ان کے تصور کائنات، علمیات اور وجودیات کے اسلامی نظریات کی عکاسی کرتی ہے۔[33] اسی طرح انہوں نے اسلامی فلسفۂ تحقیق کے اصولوں کو اپنی کئی دیگر تحقیقات میں بھی برتا، جن میں فلکیات، ریاضی، اور طبیعیات کے متعدد موضوعات شامل ہیں۔ فلکیاتی مشاہدات کے ذریعے کائناتی نظم اور اللہ کی وحدانیت کے دلائل فراہم کیے۔ چاند اور سورج کے گہن (Eclipses) کی وضاحت میں انہوں نے محض نظری وضاحت پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مشاہدہ اور تجربہ کو بنیاد بنایا[34]، جو اسلامی علمیات کے مطابق وحی، عقل اور حواس کے باہمی توازن کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح، پانی کی روانی اور سیلاب کے بہاؤ سے متعلق ان کے تجربات میں بھی یہی منہج جھلکتا ہے۔ انہوں نے دریا کے بہاؤ، ڈیم کے ڈیزائن اور ہائیڈرولکس پر تحقیقات کیں تاکہ انسانی زندگی کو بہتر بنایا جا سکے[35]، اور اس کے ذریعے اللہ کی پیدا کردہ فطرت کے قوانین کو سمجھا اور ان سے فائدہ اٹھانے کے طریقے تلاش کیے۔ یہ تحقیق اس بات کی عملی مثال ہے کہ اسلامی وجودیات میں بیان کردہ "کائنات کی تمام اشیاء کا اللہ سے تعلق" سائنسی عمل میں کیسے ڈھل سکتا ہے۔ ابن الہیثمؒ نے نہ صرف اپنے سائنسی تجربات بلکہ اپنی ذاتی زندگی بھی اسی اسلامی فلسفۂ تحقیق کے تحت گزاری۔ ان کی فکری یکسوئی اور عملی اقدامات میں قرآن و سنت کی رہنمائی نمایاں نظر آتی ہے۔ ان کے تمام سائنسی کام اسلامی تناظر میں ہوئے اور انہوں نے ہمیشہ علم کو اللہ کی نعمت اور امانت سمجھ کر استعمال کیا۔ ان کی زندگی اس حقیقت کی شہادت ہے کہ جب تحقیق کا ہر مرحلہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہو تو وہ نہ صرف علم میں اضافہ کرتی ہے بلکہ انسان کی روحانی و اخلاقی بلندی کا بھی ذریعہ بنتی ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اسلامی فکر اور تحقیقی کاموں میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ ان کے کاموں میں تصور کائنات ،علمیات، اور وجودیات کو بہت اہمیت دی گئی ہے، اور انہوں نے ان موضوعات پر گہرے نظریاتی مباحث پیش کیے ہیں۔ یہاں کچھ اہم نکات پیش کیے جارہے ہیں کہ مولانا مودودیؒ نے کس طرح اس ڈھانچے کو اپنے تحقیقی کام میں شامل کیا ہے اور اس سے درست نتائج نکالے ہیں۔ مولانا مودودیؒ نے اپنی تحریروں میں تصور کائنات، علمیات اور وجودیات کے اصولوں کو متعدد مقامات پر استعمال کیا ہے۔ یہاں تین اہم مقامات کا ذکر کیا جاتا ہے :

اسلامی ریاست وحکومت :

اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی میں، مولانا مودودیؒ نے اسلامی تصورِ زندگی کو واضح کیا ہے، جہاں وہ بیان کرتے ہیں کہ اسلامی تہذیب کا بنیادی اصول یہ ہے کہ انسان کی زندگی کا ہر پہلو اللہ کی حاکمیت کے تابع ہو۔ انہوں نے اس تصور کے تحت ایک ایسی ریاست کی وضاحت کی جو اللہ کے قانون پر قائم ہو۔[36] ان کی مشہور تصنیف اسلامی ریاست می اس کو خاص طور پر ذکر کیاہے۔ انہوں نے معاشرت، سیاست، اور حکومت کے بارے میں اپنے نظریات کو اس تصور کی بنیاد پر تشکیل دیا ہے۔ ان کے مطابق اسلامی تصور کائنات ایک جامع نظام ہے جو زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے۔[37] اسی طرح ان کی ایک اور تصنیف اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات کے شروع والے مباحث میں یہ تینوں اصطلاحات کو نہ صرف ذکر کیاہے بلکہ اس کی بنیاد پر وجود میں آنے والی غیر فطری ریاستوں کی قباحتوں کو بھی ذکر کیاہے اور متبادل کے طور پر اسلام کا نظام زندگی بھی پوری ی تفصیل سے پیش کی ہے[38]۔ الدین، عنوان کے تحت پھر اس کا خالصہ بھی پیش کیاہے۔

اسلام کا تصور علم اور اس کے متعلقات :

تفہیمات میں، مولانا مودودیؒ نے علمیات کے اصول کو بیان کیا، جہاں انہوں نے اسلامی علم کے ذرائع، جیسے وحی، عقل، اور فطرت کی نشانیوں کے مشاہدے کو علم حاصل کرنے کے بنیادی ذرائع کے طور پر پیش کیا۔ انہوں نے دلیل دی کہ حقیقی علم وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات پر مبنی ہو۔[39] ان کے نزدیک علم کا بنیادی ذریعہ وحی ہے، اور انہوں نے علمیات کو مزید واضح کرتے ہوئے کہا کہ وحی، عقل، اور تجربہ تینوں ہی اہم ذرائع ہیں، مگر وحی کو فوقیت حاصل ہے[40]۔ ان کے مطابق عقل اور تجربہ کی حدود ہیں، اور وحی ان حدود سے بالاتر ہے۔ اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات[41] نامی کتاب میں اس پر بھی بحث موجود ہے۔

کائنات اور انسانی وجود :

خلافت و ملوکیت میں، مولانا مودودیؒ نے اسلامی ریاست کے تصور کے تحت وجودیات کے اصول کو بیان کیا، جہاں انہوں نے کہا کہ ریاست کا وجود اللہ کے قانون کی بنیاد پر ہونا چاہیے اور انسانی زندگی کی حقیقت اور اس کی حیثیت اللہ کی حاکمیت کے تابع ہے۔[42] مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی دیگر کتابوں میں وجودیات کا ذکر بھی ملتا ہے، جہاں وہ اللہ کی وحدانیت اور اس کے وجود کو تمام موجودات کی اساس قرار دیتے ہیں[43]۔ ان کے مطابق کائنات کی ہر شے اللہ کے وجود کی نشانی ہے اور اس کا تعلق اللہ کے ساتھ ہے۔ انسان اس کائنات میں فقط خلیفہ ہے اور اس سے اس کی خلافت کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ عمر کن کاموں

میں گزاری۔ علم پر کتنا عمل کیا اور مال کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا۔[44]

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی تحریریں اور اس کی فکری و عملی تحریک، جماعت اسلامی[45] بھی اسی ڈھانچے کی بنیاد پر وجود میں آئی۔ اور ان کی تحریریں اسلامی فکر کو سمجھنے کے لیے مستند مآخذ بھی سمجھے جاتے ہیں۔ ان کے کام کی انفرادیت بھی یہی سمجھی جاتی ہے کہ انہوں نے اسلامی تصور، علمیات، اور وجودیات کو ایک تحریک میں مختلف مراحل اور عملی اقدامات کے ذریعے نافذ کیا۔ اسلامی ریاست کو قائم کرنے کے لیے انہوں نے باقاعدہ تنظیمی نمونہ بھی پیش کیا[46]۔ اس اسلامی فلسفہ کے ڈھانچے کو استعمال کرنے کا یہی نتیجہ برآمد ہوا۔ اس کے لیے انہوں نے سیاسی فکر پر نہ صرف لکھا بلکہ باقاعدہ سیاست میں حصہ بھی لیا۔[47] اس کام کو منظّم کھنے کے لیے انہوں نے باقاعدہ اصول، قواعد وضوابط بھی مرتب کئے ہیں۔[48] اسلام کا ریاستی تصور اور اس کے لیے تنظیمی سرگرمی شروع کی تاکہ اسلامی ریاست کے لیے مطلوبہ افراد بروقت دستیاب ہو۔[49]،[50] گویا ان کی فکر قرآن وسنت کا علم ہی ان کی تحریک کی بنیاد ہے[51]، اور اسی علم کی روشنی میں سیاسی اور سماجی پروگرام ترتیب دیے ہیں۔

الغرض

درجہ بالا مباحث سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ ابن الہیثمؒ اور مولانا مودودیؒ، اگرچہ مختلف ادوار اور میدانِ عمل سے تعلق رکھتے ہیں، تاہم دونوں نے اسلامی فلسفۂ تحقیق کے بنیادی اجزاء، تصورِ کائنات، علمیات، اور وجودیات، کو اپنی فکر اور عملی کاوشوں میں مرکزی حیثیت دی۔ ان کے کام اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ اسلامی اصولِ تحقیق کو جب درست منہج، خالص نیت، اور فکری یکسوئی کے ساتھ بروئے کار لایا جائے تو یہ نہ صرف علمی وسائنسی ترقی کا باعث بنتے ہیں بلکہ معاشرتی وسیاسی اصلاح کے لیے بھی ایک جامع اور ہمہ گیر فریم ورک فراہم کرتے ہیں، جو امت کی فکری تعمیر اور عملی پیشرفت دونوں میں رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

مشترکات

ابن الہیثمؒ اور مولانا مودودیؒ دونوں نے اسلامی فلسفۂ تحقیق کے بنیادی اجزاء، تصورِ کائنات، علمیات، اور وجودیات، کو اپنے اپنے میدان میں اپنایا اور اس کو عملی شکل دی۔ دونوں نے وحی کو علم کا سب سے مستند اور بنیادی ماخذ تسلیم کرتے ہوئے عقل اور تجربے کو اس کے تابع رکھا۔ تحقیق کو انہوں نے محض علمی مشق نہیں بلکہ ایک بامقصد، نتیجہ خیز اور ذمہ دارانہ عمل سمجھا، جس کا مقصد اللہ کی رضا کا حصول اور امت کی فکری واخلاقی رہنمائی تھا۔ اپنے اپنے دائرۂ عمل میں انہوں نے اسلامی اصولوں کو عملی اقدامات میں ڈھال کر نہ صرف علمی مثالیں قائم کیں بلکہ ایک ایسے فکری ورثے کو بھی جنم دیا جو بعد کے محققین کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔

مختلفات

اگرچہ دونوں کا فکری منہج مشترک تھا، لیکن میدانِ عمل میں نمایاں فرق موجود تھا۔ ابن الہیثمؒ کا مرکزِ توجہ سائنسی تحقیق، فطری قوانین کی توجیہ، اور تجرباتی مشاہدہ تھا، جس کے تحت انہوں نے بصریات، روشنی اور سائنسی طریقہ کار پر ایسے تجربات کیے جو آج بھی سائنسی دنیا میں سنگِ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے برعکس، مولانا مودودیؒ کا میدان انسانی معاشرہ،

ریاست، اور سیاست تھا، جہاں انہوں نے اسلامی اصولوں کو عملی و سیاسی نظام میں نافذ کرنے کی منظّم کوشش کی۔ انہوں نے اسلامی ریاست کے قیام کے لیے فکری بنیادیں فراہم کیں، تنظیمی ماڈل مرتب کیا، اور ایک تحریک کو منظّم کر کے عملی سیاست میں حصہ لیا۔ یوں ایک نے قدرتی مظاہر کے سائنسی مطالعے سے اسلام کے فکری پہلو کو تقویت دی، اور دوسرے نے انسانی معاشرت اور ریاستی نظام میں اس کی عملی صورت گری کی۔

تجزیہ

تحقیقی اور تجزیاتی اعتبار سے دونوں کی کاوشیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ اسلامی فلسفۂ تحقیق، جب درست فہم، علمی دیانت، اور عملی حکمت کے ساتھ بروئے کار لایا جائے، تو یہ ہر شعبۂ زندگی، چاہے وہ سائنسی ہو یا سیاسی و سماجی، میں دیرپا اور مثبت نتائج پیدا کرتا ہے۔ ابن الہیثمؒ نے سائنسی دنیا میں تجرباتی مشاہدہ، منطقی استدلال، اور حقیقت کی جستجو کو اسلامی فکر کے ساتھ جوڑ کر فطرت کے قوانین کی ایسی توضیح پیش کی جو اسلام کے توحیدی ورلڈ ویو سے ہم آہنگ ہے۔ دوسری طرف، مولانا مودودیؒ نے انہی فکری بنیادوں کو سماجی و سیاسی اصلاحات میں ڈھال کر ایک جامع اسلامی نظام کا عملی خاکہ فراہم کیا۔ یہ اس امر کی عملی مثال ہے کہ اسلامی فکر نہ صرف مختلف علمی و عملی میدانوں میں رہنمائی فراہم کر سکتی ہے بلکہ امت کی ترقی، فکری استحکام، اور عملی خود مختاری کے لیے ایک ہمہ جہت اور مؤثر راستہ بھی مہیا کرتی ہے۔

نتائج

1. ابن الہیثمؒ نے سائنسی تحقیق میں اسلامی تصورات کو تجرباتی طریقوں کے ساتھ مربوط کیا اور ثابت کیا کہ وحی، عقل، اور مشاہدہ ایک دوسرے کے تکملہ ہیں۔
2. مولانا مودودیؒ نے اسلامی نظریات اور فلسفہ کو معاشرتی و سیاسی اصلاحات میں نافذ کر کے ایک جامع اسلامی ریاست کے لیے فکری و عملی بنیاد فراہم کی۔
3. دونوں شخصیات نے اسلامی فلسفہ و فکر اور سائنسی تحقیق کے مابین ہم آہنگی کو اجاگر کیا اور اپنے دائرہ کار میں ٹھوس عملی اقدامات کیے۔
4. اسلامی فلسفۂ تحقیق کے اصولجیسے تجرباتی مشاہدہ، منطقی استدلال، اور حقیقت کی جستجوسائنسی میدان کے ساتھ ساتھ سماجی و سیاسی اصلاح میں بھی مؤثر ثابت ہوئے۔
5. مولانا مودودیؒ کی فکر کی بنیاد پر قائم ہونے والی کسی بھی اسلامی ریاست میں سائنسی تحقیق کے لیے اسلامی فلسفۂ تحقیق ایک معروف اور مضبوط فریم ورک کی حیثیت اختیار کرے گا۔
6. ابن الہیثمؒ کی سائنسی ایجادات اور تحقیقات اس بات کی مثال ہیں کہ اسلامی منہج تحقیق کو اپنانے سے نتائج نہ صرف درست بلکہ پائیدار اور قابلِ عمل ہوتے ہیں۔

سفارشات

1. اسلامی فلسفۂ تحقیق اور سائنسی تحقیق کے مابین مزید ہم آہنگی اور تعامل پر منظّم تحقیق کی جائے تاکہ دونوں کے نظریات کی گہرائی سے تفہیم حاصل ہو سکے۔
2. اسلامی فلسفۂ تحقیق کے اصولوں کو تمام تعلیمی نصاب میں، خصوصاً سائنسی اور سماجی علوم میں، شامل کیا جائے تاکہ

طلبہ ان کے عملی اطلاق کو بہتر طور پر سمجھ سکیں۔

3. اسلامی تحریکوں اور سائنسی اداروں کے مابین تحقیقاتی و فکری تعاون بڑھایا جائے تاکہ تحقیق کے اسلامی اصولوں اور سائنسی تحقیق میں یکسانیت پیدا ہو۔
4. دینی مدارس اور جامعات میں مشترکہ تحقیقی منصوبے شروع کیے جائیں تاکہ علمی اور عملی میدان میں ایک مربوط اسلامی منہج قائم ہو سکے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

[1] ۔سورۃالبقرہ،2:164۔اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ وَ الۡفُلۡکِ الَّتِیۡ تَجۡرِیۡ فِی الۡبَحۡرِ بِمَا یَنۡفَعُ النَّاسَ وَ مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ مِنَ السَّمَآءِ مِنۡ مَّآءٍ فَاَحۡیَا بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا وَ بَثَّ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ دَآبَّۃٍ ۪وَّ تَصۡرِیۡفِ الرِّیٰحِ وَ السَّحَابِ الۡمُسَخَّرِ بَیۡنَ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ۔

2 ۔ سید مودودیؒ نے اسلام نظام زندگی اوراس کے بنیادی تصورات میں اس کو مزید واضح کر کے یہ بتایا ہے کہ زندگی کی جب کوئی انقسامی ،جغرافیائی اورزمانی تقسیم نہیں ہے تو سب کے مسائل کے حل کرنے میں چار ذرائع ایسے ہیں جو سب جگہوں پر مشترکہ ہیں یعنی زندگی کو جب کسی شعبوں میں تقسیم نہیں کیاجاسکتا تواس کا لازمی تقاضایہ ہواکہ "الدین" ہی سب کا مرکز ہوناچاہیے۔ مولاناسیدابوالاعلیٰ مودودیؒ،اسلامی نظام زندگی اوراس کے بنیادی تصورات،اسلامک پبلکیشنز، ملتان روڈ منصورہ،لاہور فروری2025، ص93تا116۔

3 ۔ ترجمان القرآن کے حالیہ شمارہ مئی2025 میں "خداکے وجود"پرایک مکالمہ ، نامی مضمون چھپ چکاہے،وہ اس حوالے سے بہترین راہنمائی پیش کرتاہے۔

4 ۔ سورۃآل عمران، 190:3-191۔اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ اللَّیۡلِ وَالنَّـہَارِ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ۔ اَلَّـذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِہِـمۡ وَیَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمَاوَاتِ وَالۡاَرۡضِۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا سُبۡحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

5 ۔ اس موضوع پرڈاکٹرخالد محمود ملک صاحب پرووائس چانسلرپنجاب یونیورسٹی نے ایک ورکشاپ میں گفتگو کی تھی : لنک: https://www.youtube.com/watch?v=L3YZkCIkuaE&t=2101s

6 ۔ سورۃالزمر: 62اور سورۃآل عمران: 190۔قرآن نے اس تصوّر کورد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو کائنات کا واحد خالق، مالک اور مدبر قرار دیا۔"اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ"اور"إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ"۔

7 ۔ بخاری، محمد بن اسماعیل . صحیح البخاری . مصر: دارالسلام، 1997، کتاب التوحید، حدیث نمبر7426۔

8 ۔"اہلِ عرب کی مظاہر پرستی۔ "سیرۃ النبی انسائیکلوپیڈیا، جلد 5، مقالہ 30، سیرت ریسرچ سینٹر، کراچی، پاکستان، 2022، صفحات 987–1015۔

9 ۔سورۃالزمر:62

10 ۔سورۃالزمر:9

11 ۔سورۃالبقرہ:44

12 ۔سورۃالجمعہ:2

13 ۔سورۃالجاثیہ:24

14 ۔سورۃالذاریات:56

15 ۔سورۃالاِسراء:70

16 ۔مزید تفصیلات کے لئے: عنایت الرحمان، مکی دور نبوی کے ثقافتی مظاہر کا تجزیاتی مطالعہ (ایم فل تحقیق، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور، لاہور، پاکستان، 2023)۔

17 ۔ابن سینا .الشفاء: علم النفس .بیروت: دار صادر، 1978، جلد 1، صفحہ 125۔

18 ۔ابن رشد .فصل المقال فیما بین الحکمۃ والشریعۃ من الاتصال .قاہرہ: دار التراث، 1969، صفحہ 45۔

19 ۔فتح اللہ، عبدالرحمٰن .تاریخ فلسفہ اسلامی .لاہور: یونیورسٹی بک ایجنسی، 1992، صفحہ 67-68۔

20 بن سینا .الشفاء: علم الوجود .بیروت: دار صادر، 1983، جلد 2، صفحہ 152۔

21 غزالی، ابوحامد .المستظرفات .قاہرہ: دار الفکر، 1960، صفحہ 103-104۔

22 تح اللہ، عبدالرحمٰن .تاریخ فلسفہ اسلامی .لاہور: یونیورسٹی بک ایجنسی، 1992، صفحہ 90-92۔

23 . Iqbal, Muhammad. The Reconstruction of Religious Thought in Islam. Oxford: Oxford University Press, 1930.

24 سید احمد خان، سر .آثار الصنادید .دارالطباعت، 1847. جلد 1، صفحات 1-32۔اور سید احمد خان، سر .مقالات سیرت محمدی. محمڈن اینگلو اورینٹل کالج، 1870. صفحہ 12-25

25. نصر حامد ابو زید .مفہوم النص: دراسۃ فی علوم القرآن .المؤسسۃ العربیۃ للدراسات والنشر، 1990. جلد 1، صفحات 45-78۔اور نصر حامد ابو زید .نقد الخطاب الدینی .المرکز الثقافی العربی، 1994. صفحہ 102-126۔

26وحیدالدین خان، "پیغمبر امن: پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات"، نیو یارک: پینگوئن بکس، 2009، صفحات 145-169۔ان کی یہ کتاب اصل میں انگریزی میں ہے۔یہ کتاب اس کا اردو ترجمہ ہے۔۔اور وحیدالدین خان .تذکرالقرآن .دہلی: گڈورڈ بکس، 2006. جلد 1، صفحہ 3-22۔

27 ۔ابن الہیثم .کتاب المناظر .بیروت: دار المشرق، 1983۔

28 ۔مودودی، ابوالاعلیٰ .اسلامی ریاست .لاہور: اسلامی پبلی کیشنز، 1961،

29 ۔مودودی، ابوالاعلیٰ .تفہیم القرآن .لاہور: اسلامی پبلی کیشنز، 1967،۔

30 ۔ابن الہیثم .کتاب المناظر .(Book of Optics) مصر: دار المعارف، 1962، جلد 1، صفحہ 33-35۔

31 ۔ابن الہیثم، کتاب المناظر، بیروت: دار المشرق، 1983، جلد 1، صفحہ 23۔

32 ۔ابن الہیثم، کتاب المناظر، بیروت: دار المشرق، 1983، جلد 2، صفحہ 45۔

33 ۔شاکر، عبد الرحمٰن ۔ ابن الہیثم: سائنسی ترقی اور فلسفہ ۔ قاہرہ: دار الفکر، 2005۔

34 - Al-Haytham, Ibn, (al-Haytham) Alhazen, Sabra AI, and I. Abdelhamid. The Optics of Ibn Al-Haytham: Books I-III: on Direct Vision. Warburg Institute, University of London, 1989.

35 - Rashed, Roshdi. Ibn al-Haytham and Analytical Mathematics: A History of Arabic Sciences and Mathematics Volume 2. Routledge, 2013.

36 ۔ مودودی، ابوالاعلیٰ ۔ اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی ۔ لاہور: اسلامی پبلی کیشنز، 1981، صفحہ 14۔

37 ۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ ۔ اسلامی ریاست ۔ لاہور: اسلامک پبلیکیشنز 1948.

38 ۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، اسلامک پبلکیشنز، ملتان روڈ منصورہ، لاہور فروری 2025۔

39 ۔ مودودی، ابوالاعلیٰ ۔ تفہیمات ۔ لاہور: اسلامی پبلی کیشنز، 1960، جلد 1، صفحہ 27۔

40 مودودی، سید ابوالاعلیٰ ۔ اسلام اور جدید ذہنیّت ۔ لاہور: اسلامک پبلیکیشنز 1950. اس کتاب میں مولانا مودودی نے مغربی فلسفے اور جدیدیت پر تنقید کرتے ہوئے اسلامی علمیات کے اصولوں کو پیش کیا ہے۔

41 ۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، اسلامک پبلکیشنز، ملتان روڈ منصورہ، لاہور فروری 2025۔

42 مودودی، ابوالاعلیٰ ۔ خلافت و ملوکیت ۔ لاہور: اسلامی پبلی کیشنز، 1966، صفحہ 34۔

43 ۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ ۔ خطبات ۔ لاہور: اسلامک پبلیکیشنز 1945. اس کتاب میں مولانا مودودی نے اسلامی عقائد، اللہ کی ذات و صفات، اور ان کے وجود کے فلسفیانہ پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مولانا مودودی نے اپنی دیگر تحریروں میں بھی اسلامی تصور، علمیات، اور وجودیات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے، مثلاً: تفسیر تفہیم القرآن :اس میں مولانا مودودی نے اسلامی تصورِ کائنات اور وجودیات کو قرآنی آیات کے تناظر میں واضح کیا ہے۔

44 ۔ جامع الترمذی، الحدیث رقم 2417، کتاب صفة القیامة، باب فی القیامة، فی الجامع المختصر من السنن، تحقیق احمد محمد شاکر وآخرون (القاہرة: المکتبة السلفیة، 1356ھ/1937–1975م). (لا تزول قدما عبد یوم القیامة حتی یسال عن عمره فیما افناه، وعن علمه فیم فعل، وعن ماله من این اکتسبه وفیم انفقه، وعن جسمه فیم ابلاه" , قال: ہذا حدیث حسن صحیح، وسعید بن عبد اللہ بن جریج ہو بصری وہو مولی ابی برزة، وابو برزة اسمه: نضلة بن عبید۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں پاؤں نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں ختم کیا، اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کیا عمل کیا اور اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا۔

45 ۔ جماعت اسلامی پاکستان، "دستور جماعت اسلامی: بنیادی عقیدہ"، ویب سائٹ، جماعت اسلامی پاکستان، مراجعہ کی تاریخ 11 اگست 2025، دستیاب آن لائن Jamaat.org ۔

46 ۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ ۔ اسلامی ریاست ۔ لاہور: اسلامک پبلیکیشنز 1948، صفحہ 31۔

47 ۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ ۔ اسلام کا نظریۂ سیاسی ۔ لاہور: اسلامک پبلیکیشنز 1955، صفحہ 44۔

48 مودودی، سید ابوالاعلیٰ ۔ تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں ۔ لاہور: اسلامک پبلیکیشنز 1957، صفحہ 15۔

49 مودودی، سید ابوالاعلیٰ ۔ اسلام اور جدید ذہنیت ۔ لاہور: اسلامک پبلیکیشنز 1950، صفحہ 22۔

50 ۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ . تحریک اسلامی کا آئندہ لائحہ عمل .لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، 1956، صفحہ 37۔
51 ۔ مودودی, سید ابوالاعلیٰ .تفہیمات .لاہور: اسلامک پبلیکیشنز, 1960, جلد 2, صفحہ 120۔